

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

(قسط ۵۷)

عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کی ذاتی ڈائری

۸۳-۱۹۸۲ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائیریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائیریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جا بجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

نفاذ اسلام کا مختصر راستہ اسلامی شورائی نظام نہ کہ لادینی مغربی جمہوریت،
وفاقی کونسل میں شرکت پر وضاحت:

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ بمطابق فروری ۱۹۸۲ء: صدر پاکستان کی نامزد کردہ وفاقی کونسل یا مجلس شورائی تشکیل پا چکی ہے اور اس کے حسن و قبح دونوں پہلوؤں پر ملک بھر میں سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کونسل میں بلا کسی ادنیٰ طلب یا پیشگی مشورہ کے ناچیز کا نام بھی شامل کر دیا گیا ہے، جس پر بہت سے احباب کو شکوہ آمیز حیرت اور اہل علم اور ارباب دین کی بہت بڑی اکثریت نے خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔ اور ہر لحاظ سے بے مایہ اور کم سواد ہونے کے باوجود بزرگوں کی نسبت اور ایک دینی و علمی ادارہ کے ادنیٰ خادم ہونے کے حوالہ سے بے پناہ توقعات اور امیدوں کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ ایسے پیغامات، خطوط اور مراسلات جن کا لامحدود سلسلہ تاحال جاری ہے کہ دیکھ کر ناچیز اپنے اس احساس مسئولیت میں دب کر رہ جاتا ہے، جسے میں کونسل کی تشکیل کے اعلان کے پہلے ہی دن سے شدت سے محسوس کرتا رہا ہوں۔ میرے نزدیک ایسے حالات ہیں یہ ذمہ داری مبارک باد اور خوشی سے بڑھ کر آزمائش اور ابتلاء کا مقام ہے، جس سے سرخرو ہونے کے لیے ہر دم

جہاں تک مجلس شوریٰ کی عدم افادیت یا غیر جمہوری حیثیت کا مسئلہ ہے۔ اور مغربی سیاست و جمہوریت کا جو تصور ہمارے ہاں ایک طاعون کی طرح پورے ماحول پر چھا چکا ہے۔ اس کے جواب میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، مگر یہاں صرف اہل علم اور علماء کے علمائے نظر سے (کہ ناچیز کو بھی اہلیت نہ ہونے کے باوجود اسی زمرے میں گنا جاتا ہے) چند اشارات پر اکتفاء کرتے ہوئے اتنی گزارش ہے کہ علماء حق اور دین اسلام کے غلبہ و نفاذ کے درد سے سرشار افراد کی سیاست برائے سیاست نہیں ہوتی، نہ ان کا مطمح نظر یورپ کی مروجہ لادینی جمہوریت ہے، بلکہ سارے مساعی اور کوششوں کا محور و مقصد کلمۃ اللہ کی سر بلندی اور کتاب و سنت کی ہر شعبہ زندگی میں بالادستی ہے۔ اسی کے لیے مرنا اور اسی کے لیے جینا مقصود حیات اور فریضہ منصبی ہوتا ہے۔

اس مقصد تک پہنچنے کے لیے حالات، ماحول، وسائل، منصوبوں، تدابیر کا ہر لحظہ جائزہ اور ہر لمحہ مستقبل کی منصوبہ بندی کے ساتھ طرز عمل اختیار کرنا ایمان و یقین اور عقل و دانش کا تقاضا ہے۔ کون سا راستہ طویل ترین ہے اور کون سا مختصر؟ کس طریق کار میں رکاوٹیں زیادہ اور کس لائحہ عمل میں کم ہو سکتی ہیں؟ کون سا طریق اقرب الی الحق ہے اور کون سا محض سیاسی گروہ بندی، تعصبات یا مخالفت برائے مخالفت کی وجہ سے منزل سے دور کرتا ہے؟

© rasailoraid.com

سوسال میں بھی اسلامی جماعتوں کی واضح اکثریت محال

میری نہایت محتاط رائے ہے کہ اگلے سوسال میں بھی ہم لوگ مروجہ انتخابات کے ذریعہ اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم لادینی جماعتوں سے لاکھ اتحاد کریں۔ انتخاب ہوتے ہی یہ اتحاد دین اور لادینیت بالفاظ دیگر کفر والحاد اور اسلام و شریعت کے دو متحارب کیمپوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دو چار علماء منتخب ہو بھی جائیں تو اسمبلی میں ان کا مصرف صرف وعظ و تبلیغ ہو کر رہ جاتا ہے۔ بہت سے احباب نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ موجودہ مجلس شوریٰ تو قانون سازی کے سلسلہ میں بے بس ہے۔ پھر اس کی افادیت کیا؟ مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ مروجہ جمہوری طریقوں سے جو قانون ساز اسمبلی تشکیل پاجائے گی، اس میں چند گنے چنے علماء ارکان کے ہاتھ میں کون سی قانون سازی آجائے گی، وہ تو پھر بھی لادینی اکثریت کے ہاتھ ہی میں ہوگی۔ وہ تو آئندہ بھی سود، زنا اور غاشی جیسے صریح منکرات کے بارہ میں آپ کی قراردادوں کو ایک خندہ استہزا کے ساتھ مسترد کرتی رہے گی۔ دینی اقدار کا مذاق اڑائے گی اور آپ کو کوٹھے پر جا کر رقص و سرود کے ذریعہ روحانی جلاء حاصل کرنے کی تلقین کرے گی۔



اس مادر پدر آزاد جمہوریت میں قانون سازی کا حق ہوگا بھی تو اوروں کو، علماء حق کو نہیں۔ پھر ہمیں دشمن کے ہاتھ قانون سازی کی تلوار تھما دینے کی اتنی بے چینی کیوں ہے، جب کہ موجودہ مجلس شوریٰ میں ایسا کوئی لادینی اختیار اس کی اکثریت دین کے خلاف استعمال نہیں کر سکتی۔ پھر جس اسمبلی کو ہم جمہوری کہیں گے، کیا اس کے جماعتی ارکان اپنی جماعتی وابستگیوں، منشور، ایڈوائس اور پارٹی کی ہدایات سے آزاد ہوں گے؟ ہرگز نہیں، جب کہ وہاں ہر رکن کے ایمان و ضمیر پر جماعتی فسطائیت کے تالے لگے ہوتے ہیں۔ کوئی کتنا ہی مؤمن ہو، اسے سوشلزم یا مغربی اباحت کے شرم ناک اقدامات کے حق میں ووٹ دینا پڑتا ہے (جس کی مثال پچھلے عوامی اسمبلی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے) ○

سوال یہ ہے کہ عام سیاست دانوں کو ایسے اسمبلی سے فائدہ ہو یا نہ ہو، ہم لوگ جن کا اوڑھنا بچھونا اسلام ہے اور جن کا مقصود و مطلوب اس سارے جہد و جہاد کا غلبہ اسلام ہے، ہمارے لیے وہ راستہ اختیار کرنا طویل ترین ہے یا موجودہ شورائی نظام جس کے ارکان جماعتی بندھنوں سے آزاد ہیں، جنہیں اقتدار کی طرف سے لادینیت کی نہیں، دینی حالات اور فضا پیدا کرنے اور اسلامی نظام کی طرف پیش رفت پر مبنی مشوروں کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے اور جن کو اہل علم ارکان کی دلائل پر مبنی مخلصانہ رہنمائی دینی امور پر متفق بھی کر سکتی ہے، جس کا مظاہرہ اسلامی نظام کے بارہ میں (میرے پیش کردہ) منظور شدہ متفقہ حالیہ قرارداد کی صورت میں ہوا

اور جس کے دینی معیار پر پورے نہ اترنے والے ارکان بھی الناس علی دین ملوکہم کے تحت اوروں سے بڑھ چڑھ کر اسلامی نظام سے اپنی وابستگی اور وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں۔

|| | | | | O | | | | |

چلیے فرض کر لیجیے موجودہ مجلس شوریٰ بالکل ناقابل برداشت اور غیر اسلامی ادارہ ہے تو طبقہ علماء اور دینی جماعتیں جو داخلی اور بیرونی حالات کے اس پر خطر گرداب میں پھنس کر رہ گئی ہیں۔ آخر ان کی ڈیوٹی کیا رہ جاتی ہے کیا یہی کہ وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائیں یا بدقسمتی سے جماعتی جوڑ توڑ، خلفشار اور روز افزوں بعد و افتراق کا تماشا دیکھتے رہیں۔ اور اسلام کے لیے جو رہا سہا میدان میسر آتا ہے، جہاں آپ حق کی صدا بلند کر سکتے ہیں اور اگر جماعت کی آستینیں بتوں سے لبریز ہیں تو اس وجہ سے آپ لا الہ الا اللہ کی اذان دینے سے بھی بائیکاٹ کر دیں کہ ہمیں تو بائیکاٹ ہی کرنا ہے۔ یا اس دن کے انتظار میں ہوں گے کہ کوئی ایسا ایوان ظہور مہدی علیہ السلام کے بعد تشکیل پائے گا جس کی سو فیصدی اکثریت صلحاء، علماء اور متقین کی ہوگی تب ہم اپنے فرائض منصبی کے لیے میدان میں اتریں گے، جب کہ ایسے ایوان میں جانے ضرورت ہی پھر کیا رہے گی؟ یا پھر اس وقت تک ہماری ساری تنگ و دو ان طاقتوں کی ہم نوائی یا انہیں نئی زندگی بخشے تک محدود رہے گی جن سے ایک طویل اور مثالی جہاد کے بعد ہم نے گلو خلاصی حاصل کی اور جو اپنے دور میں شروبدی، ظلم و عدوان، کفر والحاد اور گناہ کی ”سمبل“ بن چکی تھیں اور جو آئندہ بھی خیر و بھلائی، حق و صداقت، دین اور اقدار دین کی اس طرح دشمن ہی رہیں گی جیسے وہ روز اول سے تھیں اور جن کے دبے کی وجہ سے اور کچھ بھی نہ ہوا تو ننگا ناچنے والا ابلیس پس پردہ چلا گیا اور بدی کی طاقتیں مغلوب ہو کر رہ گئیں ہیں۔ ایسی طاقتیں جب علماء حق اور اہل حق کے کاندھوں پر سوار ہو کر ایک بار پھر اوج اقتدار تک رسائی پائیں گی، ان کا اولین نشانہ انتقام جو لوگ ہوں اس کا اندازہ معمولی بصیرت سے لگایا جاسکتا ہے۔

|| | | | | O | | | | |

بہر حال بات مجلس شوریٰ کی ہو رہی تھی۔ اب جب کہ صحیح یا غلط یہ ادارہ تشکیل پا چکا ہے اور اس کے نامزد ارکان نے ایک بڑے چیلنج کو دین و ملک کی خاطر قبول کر لیا ہے، تو اس ادارہ کی ذمہ داری عند اللہ نہایت نازک ترین ہے۔ ان کے تمام ارکان کا بالعموم اور اہل علم علماء ارکان کا اولین فریضہ ہے کہ وہ ہر طرح کے گروہی تعصبات، ذاتی نظریات، مادی مفادات اور سیاسی مقاصد کو قطعاً بالائے طاق رکھ کر اور بلا خوف لومۃ لائم حق کہیں اور حق کے لیے لڑیں۔ مخلصانہ جذبہ اور للہیت پر مبنی حکمت عملی کو ملحوظ نظر رکھیں۔ پہلے بھی اسمبلیوں میں ہمارے مٹھی بھرا کابر کے ہاتھ میں تلوار تھی نہ ان کی اکثریت، مگر خالص کلمۃ اللہ کی سر بلندی اور فریضہ

اعلاء حق کے لیے انہوں نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس میدان سے سرخرو ہو کر نکلے۔ اب بھی خدائے کریم (جو دلوں کے بھید جانتا ہے) سے یہی توقع ہے کہ وہ اپنی توفیق سے دست گیری کرے گا اور حق و صداقت کے امور میں پردہ غیب سے ہر دم اور ہر لحظہ پورے ایوان (مجلس شوری) کی رہنمائی کرتا رہے گا۔
و ما ذلک علی اللہ بعزیز

و اللہ یقول الحق و هو یهدی السبیل

||| | | | | | | | | |

مولانا حبیب اللہ کی دعوت پر دورہ تنگی چارسدہ کا سفر اور مولانا شمس الحق افغانی کی عیادت: ۱۲ رجب ۱۴۰۲ھ بمطابق ۶ مئی ۱۹۸۲ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا حبیب اللہ جان فاضل حقانیہ کی دعوت پر تنگی چارسدہ کا سفر کیا، اور وہاں کے دینی مدرسہ میں درس قرآن کے اختتامی تقریب میں شرکت فرمائی، اس موقع پر بڑی تعداد میں علماء و متعلقین اور عام مسلمان موجود تھے۔

تقریب سے احقر نے بھی فضیلت علم پر خطاب فرمایا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے شام کو واپسی پر مدرسہ تعلیم القرآن عمر زئی کے قاضی فضل منان، قاضی فضل دیان فضلائے حقانیہ کے دولت کدہ پر بھی تھوڑی دیر قیام کیا، دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ کے فضلاء حقانیہ مولانا گوہر شاہ صاحب، مولانا غلام محمد صادق وغیرہ کی خواہش پر چند لمحے ان کے ہاں بھی ٹھہرے، اور تنگ زئی میں حضرت علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ کے مکان پر ان کی عیادت بھی فرمائی، آپ ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔

مولانا میاں محمد جان آف غلجی کنڈرخیل پشاور کی رحلت

۱۲ مئی ۱۹۸۲ء بروز بدھ سرحد کے ایک ممتاز مخلص بزرگ مولانا میاں محمد جان صاحب مرحوم بانی مدرسہ حمایت الاسلام غلجی کنڈرخیل پشاور کا وصال ہوا، جو ایک مثالی صاحب زہد و تقویٰ نمونہ سلف بزرگ تھے، نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھایا، اس موقع پر تعزیتی خطاب بھی فرمایا، دارالعلوم سے کثیر تعداد میں اساتذہ و طلبہ نے بھی شرکت کی۔

جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کی تقریب میں شرکت

۲۸ مئی جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی کے تقسیم اسناد کی تقریب میں حضرت والد ماجد نے جناب قاری سعید الرحمن کی دعوت پر شرکت فرمائی، اور حفظ قرآن کی فضیلت پر خطاب فرمایا، اس تقریب میں مرکزی وزیر اطلاعات راجہ ظفر الحق صاحب بھی شریک تھے، خطبہ جمعہ سے قبل احقر نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا کی رحلت پر تعزیت و ایصالِ ثواب اور ختم بخاری شریف

جون ۱۹۸۲ء بمطابق ۲ شعبان ۱۴۰۲ھ: کو بعد از نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے ختم بخاری شریف کی تقریب میں فارغ التحصیل طلبہ کو قیمتی نصائح اور نہایت اہم ہدایات اور مشوروں سے نوازا، تقریر کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ العزیز کے سانحہ ارتحال پر تعزیتی خطاب فرمایا، اور مرحوم کے رفع درجات کی دعائیں کی گئیں، نماز عصر سے قبل تمام طلبہ نے قرآن مجید ختم کر کے حضرت مرحوم کو ایصالِ ثواب کیا، ختم بخاری شریف کا بھی حضرت قدس سرہ اور دیگر مشائخ کے لئے ایصالِ ثواب کیا گیا، دارالعلوم میں حضرت شیخ الحدیث مہاجر مدنی کی وفات کی اطلاع شدید رنج و غم سے سنی گئی، بقیۃ السلف اور خادم حدیث نبوی کی جدائی سے ہر طرف سناٹا چھا گیا، حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ اور احقر کی طرف سے پاک و ہند میں حضرت قدس سرہ کے قریبی حضرات علم و فضل کو تعزیتی خطوط بھی بھیجے گئے۔

سالانہ امتحانات

دارالعلوم کے سالانہ امتحانات ۱۲ شعبان بمطابق جون ۱۹۸۲ء کو بحیرہ خوبی انجام پذیر ہوئے، امتحانات تقریباً دو ہفتے جاری رہے، دورہ حدیث اور شعبہ حفظ و تجوید کے امتحانات وفاق المدارس نے لئے جن کی طرف سے مولانا مجاہد خان الحسینی فاضل دیوبند نگران تھے، غیر وفاقی درجات کے امتحان مدرسہ کے اساتذہ نے تقریری اور تحریری طور لیا۔

حضرت شیخ الحدیث کے ماموں مولانا امیر اللہ خان کی جدائی

۷ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے سگے ماموں جناب مولانا امیر اللہ خان صاحب کا انتقال ہوا، چند دن کی علالت کے بعد مردان کے سنٹرل ہسپتال میں صبح ۸ بجے وصال ہوا، چھبھڑ و تکفین ان کے گاؤں جہانگیر آباد نزد کلیانی، اسٹیشن تحصیل مردان میں ہوئی، جو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا نہیال ہے، جنازہ حضرت مدظلہ نے پڑھایا، اور تمام اعزہ و اقارب نے بڑی تعداد میں شرکت کی، مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے جناب نصر اللہ خان اور جناب محمد سراج ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کو درجات عالیہ سے نوازے۔

تعلیمی سال کا آغاز مولانا عبدالرحمن کی بحیثیت مدرس تعیناتی

۱۰ اشوال ۱۴۰۲ھ، اگست ۱۹۸۲ء کو نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا، اور بڑے جوش و خروش سے قدیم اور جدید طلبہ نے داخلہ لیا۔

۲۴ اشوال کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے دارالحدیث میں ترمذی شریف کے درس اور ختم کلام پاک سے افتتاح ہوا، افتتاحی خطاب میں حضرت نے طلبہ کو دوران تعلیم کے فرائض و آداب پر متوجہ فرمایا، اس سال

اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کو ہستانی کا اضافہ کیا گیا، سبکدوش ہونے والے استاذ کی جگہ ان کی تقرری عمل میں آئی، اور اب وہ اعلیٰ فنون کی کتابیں پڑھا رہے ہیں،
مؤتمرا لصفین کے تصنیفی کام کی معاونت اور شیخ الحدیث کے لمالی پر کام کیلئے مولانا عبدالقیوم حقانی کا تقرر اسی طرح مولانا عبدالقیوم حقانی فاضل جامعہ حقانیہ کی تقرری بھی مؤتمرا لصفین کے تصنیفی کام کے علاوہ ایک آدھ گھنٹہ اسباق میں بھی پڑھائیں گے۔ آپ کے ذمہ اصل کام حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی امالی ترمذی کی صفائی و ترتیب کا ہے، جو موصوف احقر کی نگرانی اور تعاون و اشتراک سے شروع کر چکے ہیں، صاف شدہ مسودہ بعد از عصر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو سنایا جاتا ہے اور حضرت اس میں ترمیم و اضافہ اور مکمل نظر ثانی فرما رہے ہیں۔

حقائق السنن شرح جامع السنن کے نام سے اس عظیم الشان شرح کا آغاز ہو چکا ہے، کتاب کے افتتاح کیلئے احقر نے پچھلے سال ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور تمام اساتذہ کو دفتر الحق میں زحمت دی تھی، اور حضرت مدظلہ نے اپنے مبارک دستخط اور خطبہ مبارک لکھ کر اور سب اساتذہ نے مل کر اس کی تکمیل کی، توفیق کی دعا فرمائی۔
دارالحفظ میں تعلیم و تدریس کا آغاز

دارالحفظ والتجوید میں بھی بحمد اللہ تعلیم و تدریس کا کام باحسن طریقہ شروع ہو گیا ہے، اس وقت صرف شعبہ حفظ میں اسی بچے زیر تعلیم ہیں جن میں سے تقریباً ۵۰ طلبہ کی رہائش بھی دارالحفظ میں ہے تین جید قراء و حفاظ تدریسی خدمات میں مصروف عمل ہیں۔
پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی آمد

۳ ستمبر: صبح نو بجے پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب پروفیسر طاہر خیل صاحب یونیورسٹی سنڈیکیٹ کے دیگر معزز ارکان کے ساتھ دارالعلوم تشریف لائے، میرے بھائی پروفیسر محمود الحق حقانی صاحب بھی ان کے ہمراہ تھے، احقر نے معزز مہمانوں کو دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا، جناب وائس چانسلر صاحب دارالعلوم کے وسیع تعلیمی و اشاعتی کام اور تعمیرات کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے، دارالعلوم کو تین ہزار روپیہ بھی پیش فرمایا، اور دونوں تعلیمی اداروں کی ہر طرح کے باہمی ربط و تعاون کی مخلصانہ پیش کش بھی فرمائی۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس

ستمبر ۱۹۸۲ء: کتب خانہ کے وسیع ہال میں مجلس شوریٰ دارالعلوم کا سالانہ اجلاس زیر صدارت جناب حاجی طاؤس خان صاحب جہانگیر منعقد ہوا، تلاوت کلام جناب مولانا عبدالحق خطیب کوہ نور ملزرا واپنڈی نے

فرمائی، اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے استقبالیہ کلمات میں اراکین کا خیر مقدم کرتے ہوئے حفاظت دین اور مدارس عربیہ کی تاریخ پر روشنی ڈالی آپ نے فضلاء حقانیہ کی وسیع وہمہ گیر خدمات اور دارالعلوم کے ایک نئے شعبہ دائرۃ المعارف القرآنیہ (دارالحفظ والتجید) کے قیام پر بھی خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا فرمایا، اس کے بعد احقر نے دارالعلوم کی سالانہ کارگزاری مصارف اور مدات آمد و خرچ پر مفصل رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ سال گذشتہ دارالعلوم کو مختلف مدات سے بارہ لاکھ سولہ ہزار ترانوے روپے اکٹھے پیسے کی آمدنی ہوئی، جبکہ مختلف شعبوں پر بارہ لاکھ اکتیس ہزار ایک سو اکتالیس روپے اٹھاسی پیسے خرچ ہوئے، سال رواں کیلئے گیارہ لاکھ پچاسی ہزار آٹھ سو اٹھانوے روپے بیس پیسے کامیزانیہ پیش کیا۔

ارکان شوریٰ نے بجٹ پر اطمینان کا اظہار کیا، اور منظوری فرمائی، اس کے بعد حضرت والد ماجد مدظلہ نے گذشتہ سال وفات پانے والی عالم اسلام کی اہم دینی و علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور دیگر وابستگان دارالعلوم کیلئے دعائے مغفرت کی۔

سندات وفاق کا معادلہ صدر ضیاء الحق سے تبادلہ خیال

۱۳ ستمبر کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اسلام آباد میں جناب وزیر تعلیم محمد علی خان ہوتی کی صدارت میں معادلہ اسناد مدارس کمیٹی کا اجلاس ہوا، احقر نے بحیثیت رکن کمیٹی اس اجلاس میں شرکت فرمائی، اجلاس ۹ بجے سے ایک بجے تک جاری رہا، اختتام پر ظہرانے میں جناب صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب بھی شریک ہوئے اور تقریباً ڈھائی گھنٹہ تک ارکان کمیٹی سے تبادلہ خیال کیا، فضلاء مدارس عربیہ کے سند کو ایم اے کے برابر کر دینے کے سلسلہ میں کئی امور کو حتمی شکل دی گئی اور تفصیلات طے کرنے کیلئے وفاق المدارس اور تنظیم المدارس کے زعماء سمیت ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

احقر کا سفر حج

۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء: کو احقر اسلام آباد سے عازم جدہ ہوا، روانگی کے وقت تمام طلبہ نے الوداع کہیں اور دعاؤں سے دارالحدیث میں جمع ہو کر نوازا۔

کلیۃ القرآن و استاد جامعہ مدینہ کی آمد

یکم ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ: پرنسپل کلیۃ القرآن والدراسات الاسلامیہ و استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ جناب الشیخ بلال دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے بعد از نماز عصر آپ نے طلباء سے خطاب بھی فرمایا۔

مولانا انظر شاہ کشمیری کی تشریف آوری اور طلباء سے خطاب

دارالعلوم دیوبند کے عظیم محدث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت مولانا انظر شاہ

کشمیری رحمہ اللہ دیوبند سے تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے ملاقات کی، دوران گفتگو دارالعلوم دیوبند کے ماضی میں زبردست تاریخی کردار، اکابر اساتذہ کرام، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ، حضرت مدنی رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، مولانا اعجاز علی رحمہ اللہ اور ان کے تدریسی، تصنیفی، علمی اور مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ رہا، طلبہ کی خواہش پر مولانا انظر شاہ مدظلہ نے دارالحدیث میں ان سے خطاب بھی فرمایا تقریر کے اختتام پر دارالحدیث میں یہ منظر دیدنی تھا، کہ مولانا موصوف حضرت شیخ الحدیث سے اجازت حدیث کی درخواست کر رہے تھے، اور حضرت کا اصرار تھا کہ میں اس کا اہل ہی نہیں، مولانا کا اصرار ہی رہا، بالآخر حضرت نے اجازت حدیث مرحمت فرمائی۔

۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء: کی شب کو زیارت حرمین الشریفین کی سعادت سے مشرف ہو کر اسلام آباد واپسی ہوئی۔
۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء: دوسرے دن وفاقی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے بعد شام ۴ بجے دارالعلوم آیا، باہر سڑک پر تمام اساتذہ و طلبہ نے سینکڑوں تعداد میں دورویہ کھڑے ہو کر استقبال کیا، استقبال کے بعد دارالحدیث میں سب نے جمع ہو کر ناچیز کا خیر مقدم کیا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تمام حاضرین کے لئے دعا فرمائی۔

اے زائر بیت الحرم خوش آمدی!!

(۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو احقر کی واپسی پر دارالحدیث ہال کے استقبالیہ تقریب میں مولانا ابراہیم فانی صاحب نے ذیل کا استقبالیہ نظم سنایا)

حج بیت اللہ سے واپسی پر حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب کو جذبات سپاس و تبریک

مرحبا اے زائر الحرم خوش آمدی	مرحبا اے استاد محترم خوش آمدی
مرحبا از مسکن محبوب رب العالمین	مرحبا از مدفن رب العالمین
مرحبا از مولد شمس الہدیٰ بدر الدجی	مرحبا از مرقد خیر الوریٰ صدر العلیٰ
مرحبا اے نور چشم شیخ و مولانا اے ما	حج تو مبرور افتد بردر مولانا اے ما
مرحبا خوش آمدی از مہبط روح الامین	از حریم مکہ و از وادی بطحائے ما
مرحبا از روضہ ختم الرسل محبوب کل	وز ریاض رشک جنت جتہ الماوائے ما
مرحبا از کوئے آں یادے نگارے خوشترے	آں حبیب و آں طیب جملہ علیہائے ما
مرحبا از جلوہ زار کعبہ وام القرئی	آں خنک شہر یکہ بروے جان و دل شیدائے ما
رحم کن مولانا بقائی عاجز و بے چارہ	بر طفیل مصطفیٰ آں شاہد زبیا اے ما

مرحبا از مورد شمس الہدی بدر الدجی مرحبا از مسجد خیر الوری صدر العللی
 مرحبا از گلشن محبوب رب العالمین مرحبا از موطن محبوب رب العالمین
 مرحبا اے صاحب معجز قلم خوش آمدی از دیار سید فخر امم خوش آمدی
 ہدیہ تبریک منجانب حافظ ابراہیم فانی، مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲

ڈاکٹر مصلح الدین کی آمد

۱۲ اکتوبر ۱۹۸۲ء: کو مشہور محقق اور سکالر جناب ڈاکٹر مصلح الدین مشیر صدر پاکستان برائے دینی تعلیم (سابقاً مقیم حیدرآباد دکن انڈیا) تشریف لائے، دارالعلوم کے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کی اور حضرت سے فلسفہ و ریاضی کے اہم مباحث پر گفتگو کی اور ملاحظہ ہوئے، مؤتمراً کمنصفین، دفتر الحق، کتب خانہ، درسگاہوں، رہائشگاہوں اور دارالاحفظ کا معائنہ فرمایا اور پھر میرے ہمراہ میں دارالعلوم کے شعبہ مڈل سکول کی کلاسوں میں بھی گئے اور دارالعلوم کے کاموں پر دلی مسرت کا اظہار فرمایا انہوں نے اپنے تاثرات میں لکھا۔

”اس درسگاہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا انتظام نہایت ہی پر خلوص اشخاص کے ہاتھ میں ہے، اور طلبہ کی رہائش کا اہتمام بوجہ احسن انجام پا رہا ہے۔“

چینی علماء اور مسلمانوں کا ورود

۱۳ اکتوبر کو چینی مسلمانوں کا ایک وفد جو فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد پاکستان آیا ہے، اور جو آج کل ملک کا دورہ کر رہا ہے، پروگرام کے مطابق دارالعلوم حقانیہ آیا، حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ اس وقت ترمذی شریف کا درس دے رہے تھے، وفد کے ارکان پہنچنے کے بعد والہانہ طور پر سیدھے دارالحدیث میں تشریف لے گئے اور حضرت کے درس میں شرکت کی سعادت حاصل کی، درس حدیث سے فراغت کے بعد مہمانوں نے حضرت مدظلہ سے پر تپاک مصافحہ کیا۔

چینی مسلمانوں سے شیخ الحدیث کا خطاب

اس کے بعد دارالعلوم کی طرف سے استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی، جس میں اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی، حضرت مدظلہ نے استقبالیہ کلمات میں فرمایا۔

”آج یہ ساعت نہایت خوشی، مسرت، اور شادمانی کی ساعت ہے، کہ اس ملک سے جس کے بارے میں اطلبوا العلم ولو کان بالصین کہا گیا ہے کے معزز علماء اور مسلمان تشریف لائے ہیں چین جیسا وسیع اور بڑا ملک پاکستان کے ساتھ بہترین و مضبوط تعلقات اور حد

سے زیادہ دوستی و محبت کے رشتہ میں منسلک ہے، یہی وجہ سے کہ چین نے آپ جیسے قابل، لائق اور فائق اہل علم حضرات کو پاکستان کے مسلمان بھائیوں سے ملنے اور ان کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا ہم بھی آپ حضرات کے حالات معلوم کرنے کے آرزو مند تھے اس ضمن میں دو سال قبل میرا لڑکا سمیع الحق بھی چین گیا تھا اور مسلمانوں کے حالات اور تفصیلات وہ مجھے سناتے رہے اور آپ لوگوں کے دور دراز علاقوں میں جا کر وہ بے حد خوش تھا، ہماری حسرت تھی کہ ہم اپنے ان بھائیوں کو دیکھیں، اور ملاقات کریں تو آپ حضرات کا ہم پر حد سے زیادہ احسان ہے کہ آپ نے قدم مہینت سے مشرف فرمایا، ہم آپ کی آمد کے بہت شکر گزار اور ممنون ہیں، حضرت مدظلہ العالی نے افغانستان کی جنگ آزادی میں چین کے تعاون پر حکومت کو بے حد سراہا اور دعا فرمائی، کہ پاک چین تعلقات اور مضبوط ہوں اور یہ طائفہ اور علماء کی یہ جماعت دین کی اور اسلام کی حفاظت کیلئے وہاں جا کر دین اسلام کی اشاعت کرے اور چینی مسلمانوں کو نشاۃ ثانیہ نصیب ہوا، اور بہتر سے بہتر طریقہ پر وہ مذہب اسلام پر کار بند رہ سکیں۔“

چینی وفد کے قائد جناب عبدالرحیم لیب نے جواب تقریر میں حضرت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا: ”ہمیں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اور موجودہ تمام طلبہ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، دارالعلوم دیکھ کر ہم بہت متاثر ہوئے، ہم مولانا کی پرجوش دوستانہ تقریر کا شکریہ ادا کرتے ہیں، ہم آپ سے یہاں سیکھنے آئے ہیں، ہم مدرسہ دیکھیں گے، آپ کو دیکھیں گے اور آپ سے سیکھیں گے۔“

اس کے بعد دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کو تفصیل سے دیکھا، کتب خانہ میں کتابیں بالخصوص قدیم قلمی نسخے دیکھ کر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے رہے، وفد نے حضرت مدظلہ کو اپنے ملک چینی رسم الخط میں ایک قیمتی طغریٰ تحفہ پیش کیا، جیسے دارالعلوم کے دفتر اہتمام میں آویزاں کر دیا گیا، چینی وفد کے قائد عبدالرحیم لیب نے رائے بک میں اپنے تاثرات بھی قلمبند فرمائے۔

فاضل دیوبند عالم کی قابل رشک موت

تلہ گنگ پنجاب کے مولانا حافظ نور محمد فاضل دیوبند جن کا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دارالعلوم سے حد درجہ گہرا پر خلوص اور عقیدت مندانہ تعلق تھا، عید الاضحیٰ کے خطبہ کے دوران فکر آخرت اور تیاری موت کے عنوان پر تقریر فرماتے ہوئے خود موت کیلئے تیار ہو گئے، اور نماز پڑھانے سے قبل اپنے خالق سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے، وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل ختم بخاری شریف کے موقع پر

تشریف لائے اور اس موقع پر کمال اصرار سے حضرت سے بیعت بھی ہوئے۔

دارالعلوم میں ان کی وفات پر مغفرت کی دعائیں کی گئیں۔

دارالحفظ والتجويد کی انعامی تقریب

اکتوبر ۱۹۸۲ء: محرم کے آخری ہفتہ میں دارالحفظ والتجويد میں درجہ حفظ وقرأت کے طلبہ کی تربیتی واصلاتی تقریب منعقد ہوئی، جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی اور اکابر اساتذہ کرام اور طلبہ نے شرکت کی، طلبہ کے حفظ وقرأت تجوید، علمی مذاکروں، اور عربی گفتگوں، اور تقاریر تمام حاضرین کے لئے حدود درجہ دلچسپ اور موجب حیرت تھی، حضرت شیخ الحدیث نے اس درجہ کے اساتذہ کرام مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب، قاری محمد سلیمان صاحب، قاری جمیل الرحمن صاحب، اور قاری علی الرحمن صاحب کی حسن کارکردگی اور طلبہ کے ساتھ زبردست محنت پر اطمینان کا اظہار فرمایا، اور دل سے دعادی اس موقع پر اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے والے طلبہ کو دارالعلوم کی طرف سے بطور انعام کتابیں دی گئیں۔

عطیہ کتب

علاقہ خٹک کی ایک معروف ادبی و علمی شخصیت جناب محمد نواز خٹک شید و حال صادق آباد مردان عرصہ سے علیل ہیں، جو پشتو ادب اور شعر و شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں، موصوف نے نادر کتابوں، رسائل و مجلات پر مشتمل اپنے کتب خانے کا ایک اہم حصہ دارالعلوم کے لئے وقف کر دیا ہے، جس میں مولانا آزاد کی الہلال جیسی نایاب فائل بھی شامل ہے، موصوف کی خواہش پر خود احقر ان کتابوں کی وصولی کیلئے ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، اور انہوں نے اپنے دل کے یہی پارے آئندہ کی حفاظت اور صدقہ جاریہ کے خیال سے میرے حوالہ کئے، اس علم دوستی کا اللہ تعالیٰ خٹک صاحب کو اجر عطا فرمائیں۔

مولانا عبدالحلیم اور مولانا مصطفیٰ حسن کی علالت

دارالعلوم کے ایک بزرگ استاد مولانا عبدالحلیم مردانی مدظلہ العالی استاد حدیث دارالعلوم حقانیہ بوجہ علالت اوائل ذی الحجہ میں بعرض علاج کراچی تشریف لے گئے تھے اور تقریباً دو ماہ وہیں ہسپتال میں زیر علاج رہے، اب واپس گھر تشریف لائے ہیں، اور دارالعلوم کے ایک دوسرے استاد مولانا مصطفیٰ حسن صاحب بھی عرصہ چار ماہ سے صاحب فراش ہیں، معدے کا آپریشن زیر تجویز ہے۔

مجلس شوریٰ کی کمیٹی اجلاس میں شرکت کی مصروفیت

۱۶ تا ۱۳ نومبر: اسلامی نظام کے پیش رفت کے سلسلہ میں احقر نے وفاقی کونسل (مجلس شوریٰ) کے پہلے اجلاس میں جو قراردادیں پیش کی تھیں اس پر غور کرنے کیلئے قائم کی جانے والے کمیٹی کے اجلاسوں میں

شرکت کی، اور ۱۳ نومبر سے ۱۶ نومبر تک اسلام آباد میں اجلاسوں میں مصروف رہا۔

سہ ماہی امتحانات

صفر کے پہلے ہفتہ میں دارالعلوم حقانیہ کے سہ ماہی تحریری و تقریری امتحانات ہوئے جو ہفتہ بھر جاری رہے۔

مولانا مفتی محمد فرید صاحب کو صدمہ

۶ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ: دارالعلوم حقانیہ کے استاد حدیث مولانا مفتی محمد فرید صاحب کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں، دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ بڑی تعداد میں ان کے گاؤں زر و بی پٹنچے اور جنازہ میں شرکت کی، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، مرحومہ نہایت صالحہ بزرگ معمر خاتون تھیں، حضرت مفتی صاحب ملک سے و بیرون ملک بے شمار افراد نے اظہار تعزیت کیا، جس پر موصوف نے تمام حضرات کا دلی شکریہ ادا کیا ہے۔

مولانا عبید اللہ انور صاحب کی آمد

۲۶ دسمبر: حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب لاہوری اور مولانا محمد اجمل خان چونکہ پہلے سے دارالعلوم تشریف لائے، دارالعلوم کو وہ اپنی آمد کی اطلاع دے چکے تھے، اسلئے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم حد درجہ اشتیاق سے ان کی آمد کے منتظر تھے، ان کی تشریف آوری پر دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء نے ان کا زبردست اور پر جوش استقبال کیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں معزز مہمانوں کا خیر مقدم کیا، اور ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا، اور حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا دارالعلوم حقانیہ سے خصوصی سرپرستانہ تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ایک مرتبہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے اپنی ایک خاص مجلس میں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت مدنی رحمہ اللہ کا پیغام ملا تھا کہ میں دارالعلوم حقانیہ کو دارالعلوم دیوبند سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد مولانا قاری محمد اجمل خان نے اپنے ولولہ انگیز خطاب سے سب کو محظوظ کیا، مولانا عبید اللہ انور صاحب نے اپنی پر اثر تقریر میں تحصیل علم کی ترغیب، مقام علوم نبوت اور طلباء کو ان کی موجودہ اور آئندہ ذمہ داریوں کا احساس دلایا، اس کے بعد دفتر اہتمام میں معزز مہمانوں کی ضیافت ہوئی، آغاز تقریب میں احقر نے معزز مہمانوں کو استقبالیہ کلمات کہے۔

وفیات

دسمبر ۱۹۸۲: تعزیت ہمارے محبین مخلصین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب، حضرت مولانا حافظ محمد نسیم صاحب، فضلاء حقانیہ و صاحبز دگان حضرت علامہ قاضی عبدالکریم کلاچی، ذریہ اسماعیل خان کی نانی طویل علالت کے بعد واصل بحق ہوئیں۔ اسی طرح علاقہ چھچھ کے بقیۃ السلف عالم حضرت مولانا عبدالحکیم

صاحب حیدر کی صاحبزادی صاحبہ مختصر علالت کے بعد اچانک انتقال فرما گئیں۔
 گوجرانوالہ کے حضرت مولانا عبدالواحد صاحب ایک مجاہد غیور اور درویش صفت عالم دین تھے،
 ان کی وفات سے ملت ایک ہمدرد و غم گسار ملک و ملت سے محروم ہو گئی ہے۔
 احقر کے ایک قریبی عزیز جناب خواجہ غلام فرید صاحب پشاور بھی بقضائے الہی وفات پا گئے، اللہ
 تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمادے۔ آمین

1983 کی ڈائری

آہ استاذنا المکرم مولانا عبدالحلیم زروبوئی کی رحلت

تو آگئی کہ مرا از غروب این خورشید چہ گنجائے فراواں زیان جاں آمد
 آہ کہ چمنستان علم و فضل اور گلستان قرآن و سنت کا سدا بہار گل سرسبد مرجھا گیا اور گلشن دین متین
 کا چہکتا ہوا عندلیب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گیا، دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث کے درودیوار اس کی
 صدائے قال اللہ اور قال الرسول کیلئے ترستے رہ گئے، یعنی حضرت علامہ جامع المعقول والمنقول متکلم اسلام،
 شارح قرآن، ترجمان حدیث بقیۃ السلف حضرت الاستاد مولانا عبدالحلیم صاحب مردانی صدر المدرسین
 دارالعلوم حقانیہ انتقال فرما گئے۔

۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ ۶ جنوری ۱۹۸۳: بروز جمعرات غروب شمس سے قبل (ساڑھے چار بجے) آسمان علم
 و ہدایت کا یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا۔

ان کی وفات کی خبر دارالعلوم حقانیہ اور پورے علاقے میں بجلی کی طرح پھیل گئی، دارالعلوم حقانیہ
 سے اساتذہ اور طلباء بسوں اور کاروں کے ذریعہ زروبوئی تحصیل صوابی روانہ ہوئے، دور دراز سے ہزاروں
 عقیدت مند اہل علم و فضل، متعلقین، اور عام مسلمانوں کا ایک سیلاب تھا، جو اس گاؤں کی جانب اٹھ آیا،
 نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھائی، اور بعد از نماز مرحوم کے مناقب علمی انہماک اور پاکیزہ
 زندگی اور ان کی ولولہ انگیز جرأت و شجاعت کو خراج تحسین پیش کیا۔

تدفین کے بعد میں نے اپنے خطاب میں حضرت صدر صاحب مرحوم کی دارالعلوم سے تازیت
 وابستگی کو سراہا، اور پسماندگان کو صبر کی تلقین کی، ۹ جنوری کو دارالعلوم کے دارالحدیث میں ایک تعزیتی اجلاس
 منعقد ہوا جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء نے خطاب کیا، اس روز دارالعلوم
 کے تمام شعبوں میں ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی ہوتی رہی اور عام تعطیل رہی۔

افغان مجاہدین کی تعزیت کیلئے آمد

افغان مجاہدین کی کئی اہم جماعتوں کی مرکزی قیادت اور ذمہ دار افراد پر مشتمل وفود مولانا عبدالحلیم مرحوم کی تعزیت کے سلسلہ میں دارالعلوم تشریف لائے، ان وفود میں مشائخ، علماء اور کئی حقانیہ کے فضلاء شامل تھے، دفنِ اہتمام میں ان کی ضیافت ہوئی، جہاد افغانستان اور موجودہ صورت حال، سے متعلق حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ان وفود نے تبادلہ خیال کیا، اور اہم مشورے دیئے اور دعائیں لیں، وفود قائدین نے اظہار خیال کے دوران جہاد افغانستان میں دارالعلوم حقانیہ کے مجاہدین فضلاء کے کردار کو زبردست خراج تحسین پیش کیا، ان حضرات کے علاوہ اور بھی ملک کے بے شمار اہل علم فضلاء اور اہل درد مسلمان تعزیت کے لئے تشریف لائے اور تعزیتی پیغامات بھی بھیجے۔

جامعۃ الازہر اور قاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلروں کی آمد

۲۱ فروری ۱۹۸۳ء: جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار اور قاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر الشیخ حسین حمدی ابراہیم اور اسلام آباد یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ حسن حامد دارالعلوم حقانیہ اپنے تعارفی و مطالعاتی پروگرام پر تشریف لائے۔ اساتذہ اور طلبہ نے دورویہ قطاریں بنا کر معزز مہمانوں کا پر جوش خیرم مقدم کیا اتفاق سے دارالعلوم کے ششماہی امتحانات شروع ہو چکے تھے، اور جن طلبہ کا اس روز پرچہ تھا وہ امتحان گاہوں میں اساتذہ کی زیر نگرانی مصروف کار تھے، مہمانوں نے آتے ہی سب سے پہلے امتحان گاہوں کا معائنہ کیا، پرچہ سوالات اور ان کے جوابات دیکھ کر حد درجہ مسرت کا اظہار کیا، اسکے علاوہ دارالعلوم کے مختلف شعبوں، کتب خانہ، الحق، مؤتمرا لمصنفین اور شعبہ دارالتصنیف تشریف لائے اور ہر جگہ ایک خاص حظ محسوس کیا، پھر بعض دارالاقاموں (طلبہ کے ہاسٹلوں) کا معائنہ کرتے ہوئے جب تعلیم القرآن حقانیہ مڈل سکول پہنچے تو طلباء نے پھولوں کے گلدستوں، پر جوش نعروں اور عربی مکالموں سے معزز مہمانوں کا زبردست استقبال کیا، اس کے بعد مہمان دارالحفظ والتجويد تشریف لے گئے، وہاں طلبہ کی تعلیمی استعداد، تربیتی صلاحیت حفظ و قراءت، عربی مکالمے اور استقبالیہ میں طلبہ کی اثر انگیزی عربی تقاریر سن کر حیرت میں ڈوب کے رہ گئے اور جب ایک طالب علم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کلمات رنج و غم اور تعزیتی حدیث یاد سے پڑھ کر سنائی تو سب کی آنکھیں پر نم اور اشکبار تھیں۔

دورہ حدیث کے طلبہ کے ہاسٹلوں کا معائنہ کرتے ہوئے، دارالحدیث پہنچے جہاں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ پہلے سے ان کے منتظر تھے، حضرت شیخ الحدیث سے پرتپاک معانقہ اور مصافحہ کیا، اس دوران اساتذہ اور طلبہ دارالحدیث پہنچے چکے تھے، حضرت شیخ الحدیث کی جانب سے مولانا انوار الحق صاحب نے مہمانوں کی خدمت میں خطبہ استقبالیہ پیش کیا، اور مولانا غلام الرحمن صاحب مدرس دارالعلوم نے تعارفی

کلمات کہے، اس کے بعد جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار نے مفصل خطاب کیا، انہوں نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ، اس کے تعلیمی اور روحانی ماحول، تعلیم و تربیت اور جہاد افغانستان میں زبردست کردار کے پیش نظر اسے ”الازہر القدیم“ قرار دیا، اس تقریب کے بعد دفتر اہتمام میں معزز مہمانوں کو ضیافت دی گئی، جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث سے تبادلہ خیالات بھی کیا، رخصت ہوتے وقت انہوں نے حضرت شیخ کا شکریہ ادا کیا، اور دیر تک آپ کی پیشانی کو بوسے دیتے رہے۔

مولانا مصطفیٰ حسن کا انتقال

ماہ رواں جمادی الاول ۱۴۰۳ھ کی تیرہ تاریخ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۸۳ کو دارالعلوم حقانیہ ایک اور بڑے صدمہ سے دوچار ہوا، ابھی حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم مردانی قدس سرہ کا غم تازہ تھا، کہ دارالعلوم کے ایک جید اور ممتاز استاد حضرت مولانا مصطفیٰ حسن نے داعی اجل کو لبیک کہا مولانا مرحوم ابھی کہولت کی سرحد کو پار نہیں کر پائے تھے، کہ خالق حقیقی کا بلاوا آیا، اور وہ علم و دین کی محفلوں کو افسردہ چھوڑ کر چلے گئے، پاکستان میں دینی علوم کی تکمیل کے بعد وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ گئے اور وہاں سے فراغت علوم کی ڈگری پائی، فراغت کے بعد سعودی عرب کے ادارہ افتاء وارشاد نے شوال ۱۴۰۰ھ میں آپ کی تقرری دارالعلوم حقانیہ میں کرائی، اور اسی ادارہ کی طرف سے آپ بطور مبعوث استاد کے فرائض انجام دیتے رہے، پچھلے سال یکا یک معدہ کی بیماری نے آپ کو گھیر لیا بہت علاج کیا گیا لیکن صحت نہ ہوئی۔ ۱۳ جمادی الاول کو رحلت فرما گئے، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی آبائی گاؤں حمید ضلع انک میں سپرد خاک کیا گیا۔ فرحمہ اللہ وارضاه

جامعۃ ام القریٰ مکہ کا علمی عطیہ

مارچ کے اوائل میں جامعۃ ام القریٰ مکہ المکرمۃ زادھا اللہ شرفا کی جانب سے دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کیلئے مختلف موضوعات پر جدید و قدیم کتابوں کا ایک گراں قدر عطیہ موصول ہوا، مولانا عبدالسیوح صاحب القاسمی لائبریرین خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں، ان شاء اللہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کا وسیع علمی حلقہ ان نایاب علمی خزانوں سے فیض یاب ہوگا۔

ایک وقیع کتب خانہ کا دارالعلوم کیلئے وقف ہونا

حسن ابدال کے ایک بزرگ اور ممتاز عالم حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب آگروری مرحوم جو اکابر و اجلہ علماء دیوبند اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے تلمذ رکھتے تھے، ان کے ہاں علوم کتاب و سنت و فقہ کا ایک شاندار علمی کتب خانہ تھا، جن میں بعض نادر علمی مخطوطات بھی شامل ہیں، مولانا مرحوم کی بیوہ محترمہ

نے یہ وقیع علمی کتب خانہ دارالعلوم کو وقف فرمادیا ہے اور اسی طرح الحمد للہ کہ ایک بقیۃ السلف عالم دین کی عمر بھر کا حاصل یہ کتب خانہ ضائع ہونے سے بچ کر دارالعلوم میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

مولانا عنایت اللہ ابلاغ، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا محمد اشرف کی تشریف آوری

مارچ کے پہلے ہفتہ میں جناب عنایت اللہ ابلاغ صاحب جو جامعۃ الازہر کے فاضل اور افغانستان کی سپریم کورٹ کے جج رہ چکے ہیں کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور اب افغان مہاجر ہیں، دارالعلوم تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث سے ملاقات کی، اہم علمی مباحث پر تبادلہ خیال کیا، نیز حضرت اقدس کو اپنی ایک گراں قدر تصنیف ”سیرت امام اعظم رحمہ اللہ“ مطبوعہ مصر بطور ہدیہ پیش کی۔

۱۲ مارچ: مولانا غلام مصطفیٰ صاحب دارالعلوم عثمانیہ لاہور علماء اور فضلاء کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں قرآن مجید کا دو سو گیارہ سالہ قدیم نسخہ جو مولانا محمد غوث پشاوری ۱۲۱۳ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، کی مطبوعہ عکسی کاپی پیش کی۔

۱۷ مارچ: مولانا محمد اشرف خان سلیمانی صاحب پروفیسر پشاور یونیورسٹی تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ان کے بیٹھک پر اور احقر سے دارالعلوم حقانیہ میں ملاقات کی، اور حقائق السنن شرح اردو جامع السنن للترمذی (حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ کی آملی ترمذی) کی ترتیب و تخریج پر حد درجہ مسرت اور ان کی جلد از جلد اشاعت کا نہایت ہی مشتاقانہ اظہار فرمایا۔

تبلیغی جماعتوں کی آمد

اس ماہ بھی حسب سابق کئی تبلیغی جماعتیں تشریف لائیں کراچی سے کالج کے طلباء کی ایک تبلیغی جماعت کے ہمراہ جناب محمد اسماعیل صاحب ٹیل (جو راندھیر نزد ڈابھیل کے رہنے والے ہیں، اور بیرون ملک بھی کئی تبلیغی دورے کر چکے ہیں) بھی تشریف لائے، انہوں نے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے بیرون ملک تبلیغی جماعتوں کے مساعی کارکردگی، انگلینڈ میں تیزی سے اسلام کی اشاعت اور وہاں کے لوگوں میں اسلام کیلئے طلب و تڑپ کا تذکرہ فرمایا۔

افغان مجاہدین کے وفود

اس ماہ بھی جہاد افغانستان کے زعماء اور قائدین کے کئی وفود دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، جو اس وقت محاذ جنگ میں دشمن سے برسر پیکار ہیں، حضرت اقدس سے ملاقات کی اور کئی اہم امور پر تبادلہ خیال کیا۔

ایرانی زعماء اور سفیر کی آمد

۱۲ فروری: کو ایرانی علماء اور سکالروں کا ایک وفد دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا، جس میں ایرانی پارلیمنٹ کے ممبر جناب استاد دکتور حسن روحانی جناب استاد سید رضا نقوی صاحب، مولانا شہداد صاحب قاضی اہل

السنة بلوچستان کے علاوہ پاکستان کیلئے ایرانی سفیر جناب ابو شریف صاحب بھی شریک تھے، انہوں نے اپنے خطاب میں جہاد افغانستان سے متعلق دارالعلوم حقانیہ اور اس کے فضلاء کے کردار کو سراہا، دارالعلوم کے مختلف احاطوں، طلبہ کے ہاسٹلوں، دارالحفظ، دارالتجويد اور کتب خانہ کا معائنہ کیا، دارالحدیث میں ہونے والے درس حدیث میں بھی کچھ دیر ان مہمانوں نے شرکت کی، بعد میں دفتر اہتمام میں انہیں ضیافت دی گئی، جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

اس وفد میں ایرانی بلوچستان کے اہل السنة کے قاضی جناب مولانا شہداد صاحب دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے شرف تلمذ حاصل کر چکے تھے، مدتوں بعد اپنے شیخ سے مل کر انہوں نے بے حد خوشیوں کا اظہار کیا، کتاب ”کتاب الاراء“ میں مہمانوں نے اپنے وقیع تاثرات بھی قلم بند کئے۔

جناب نواز خان خٹک شید و اور مولانا دوست محمد فاضل سہانپور کی رحلتیں

دارالعلوم حقانیہ کے ایک مخلص اور علمی و ادبی شخصیت جناب محمد نواز خان خٹک کا انتقال ہوا، مرحوم نے وفات سے قبل اپنے کتب خانہ کا ایک بڑا حصہ دارالعلوم حقانیہ کی لائبریری کے لئے عطا فرمایا تھا، اور بقیہ حصہ بھی دارالعلوم کے کتب خانہ میں شامل کرنا چاہتے تھے، کہ اچانک اس دارفانی سے دارالبقاء کو انتقال کر گئے، نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے پڑھائی، اور اپنے آبائی گاؤں شیدو میں مدفون ہوئے، مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ اسی طرح ایک اور خصوصی تعلق رکھنے والے بزرگ عالم حضرت مولانا دوست محمد صاحب فاضل مظاہر العلوم سہانپور کا مردان کے قریب اپنے گاؤں میں انتقال ہو گیا، ان کے برادران اور اہل خاندان کے علاوہ کئی صاحب زادوں مولانا خلیل احمد صاحب وغیرہ نے بھی دارالعلوم میں تعلیم پائی، مولانا سمیع الحق صاحب تعزیت کیلئے ان کے گاؤں محبت آباد (تمبولک) گئے اور تعزیتی خطاب کیا۔

تقریب نکاح فرزند مولانا عبدالسیوح قاسمی میں شرکت

نماز جمعہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا عبدالسیوح قاسمی فاضل لائبریری جامع ام القرئی مکہ مکرمہ کے صاحبزادے محمد فواد کے عقد نکاح پڑھانے پشاور تشریف لے گئے، موصوف نے مکہ المکرمہ سے حضرت اقدس کی شرکت کی خواہش ظاہر کر رہے تھے۔

مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کی تعزیت

اس تقریب نکاح میں شرکت کے بعد حضرات مدظلہ سرحد کے ممتاز معمر اور بزرگ عالم مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی مرحوم (خطیب مسجد قاسم علی خان) جو اسی دن انتقال فرما گئے تھے، کی تعزیت کیلئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور لواحقین سے اظہار تعزیت کیا، دارالعلوم میں بھی مرحوم کے رفیع درجات کیلئے دعائیں کی گئیں، شام کو حضرت واپس ہوئے۔